www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا چودھواں سال

14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**

Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

15 نومبر 2013ء جمعۃ المبارک 10 محرم الحرام ۱۴۳۵ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 41

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

پژٕنِس بدَنِس مَلُن داغ گوم
زاغ گوم نیرِتھ باغٕہ أندرٕہ
ہارٕنہِ گرمی پۆہ تہٕ ماگھ گوم
ماہ گوم نیرِتھ ہَر بَندرٕہ

خوبصورت اور گورابدن گناہوں سے داغدار ہوگیا، ایمان کی محرومی کی وجہ سے میرا جسم اس طرح بے وقار ہوکر رہ گیا، جس طرح کہ خوبصورت چمن پرندے کی چہچہاہٹ سے محروم ہوکر سونا سا پڑ جاتا ہے، ایمان کی گرمی ٹھنڈی پڑ گئی، گویا گرما سرما میں تبدیل ہوا، اور اتنے میں میری روح جسم سے پرواز کرگئی۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

شہادتِ حضرت حُسین رضی اللہ عنہ

دُنیائے اِنسانیت کیلئے ایک عظیم سبق

مولانا اسرار الحق قاسمی

شہادت نام ہے کسی عظیم مقصد کی خاطر اپنی جان قربان کر دینے کا، جان کسی انسان یا کسی ذی روح کے پاس قدرت کا عطا کردہ سب سے قیمتی اثاثہ اور عظیم ترین دولت ہے، آدمی جان پر آفتیں جھیل کر دولت کماتا ہے، لیکن اگر جان جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے تو تمام مال لٹا کر بھی جان کی حفاظت کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ جان بچ گئی تو مال پھر حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن جان چلی گئی تو اربوں روپئے خرچ کر کے بھی اُسے واپس نہیں لوٹایا جا سکتا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے دَور کے عظیم طوفان کے جو واقعات تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں، ان میں عجیب وغریب واقعہ یہ بھی ہے کہ آبادی میں جب پانی بھرنا شروع ہوا تو سب لوگ اپنے اپنے حساب سے محفوظ مقامات کی طرف لپکے، اسی آبادی میں ایک عورت اپنے چند دِن کے بچے کو اور کچھ ضروری سامان لے کر ایک پہاڑی پر چلی گئی۔ جب پانی وہاں بھی آ گیا تو وہ اور اوپر گئی، پانی بڑھتا رہا، اور وہ اوپر چڑھتی رہی، یہاں تک کہ وہ اس پہاڑی کی آخری چوٹی پر جا کھڑی ہوئی، اس نے تھک کر پریشانی میں وہ گٹھری بھی پھینک دی، وہ اس پہاڑی کی آخری چوٹی پر تھی، اب اس کے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا، پانی نے اس کے قدموں کو چھونا شروع کیا، پھر پنڈلیوں تک، پھر گھٹنوں تک پھر ناف تک اور سینے تک آ گیا، اس نے بچے کو اُٹھا کر گود سے کاندھے پر بٹھا لیا کہ شاید پانی اب بھی رُک جائے، لیکن پانی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا تھا، اب وہ اس کے کاندھوں اور گردن تک آ گیا، اس نے بچے کو سر پر بٹھا لیا، جب پانی ناک تک آیا تو اس سے پنجوں کے بل کھڑی ہو کر دو ایک سانس لیے، جب پانی اور اونچا ہوا تو اس مجبور عورت نے جھک کر بچے کو قدموں کے نیچے رکھا، اور اس چڑھ کر کھڑی ہوگئی، (حالانکہ وہ ماں تھی لیکن جانتی تھی کہ میں زندہ رہی تو اولاد ہو سکتی ہے) پانی کیا تھا وہ قہر الٰہی تھا، تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا، وہ صرف ایک ہی سانس لے سکی تھی اور اس کے بعد طوفان کی لہروں میں روپوش ہوگئی۔ آپ نے بھی دیکھا کہ اپنی جان کی حفاظت میں ماں نے اپنے بچے کو قربان کر دیا اور اتنی بڑی قیمت دے کر بھی کیا ملا؟ زندگی کا بہت ہی کم حصہ یعنی ایک سانس۔ جان اور زندگی اتنی قیمتی ہے۔ آدمی جب کسی مقصد کی خاطر اس کو قربان کر ڈالے تو آپ اندازہ کیجئے کہ وہ مقصد کتنا عظیم، کتنا بلند اور جان دینے والے کی نظر میں کتنا عزیز ہوگا۔

اسلام نے انسان کو جو عظیم مقصد عطا کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے بھی ایک عظیم ذریعہ عطا کیا ہے، اور وہ ذریعہ "شہادت" ہے، جان کو ہلاک کر دینا بذات خود اچھی چیز نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید میں اور ارشاد نبویؐ میں اس کو دنیا کے شدید ترین جرائم اور گناہِ کبیرہ یعنی بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، لیکن جان قربان کر دینا اگر صحیح مقصد کے حصول کی راہ میں ہو تو اعلیٰ ترین نیکیوں میں شمار ہوتا ہے، جلیل القدر صحابی حضرت سلمہ بن عمر اسلمیؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ لوگ حضورِ اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں (جہادی مہموں کے موقع پر) کس بات کی بیعت کیا کرتے تھے؟ حضرت سلمہؓ نے جواب دیا کہ علی الموت (یعنی ہم موت پر بیعت کرتے تھے) (سنن بیہقی) ظاہر ہے کہ محض مر جانا اور اپنے آپ کو موت کے منہ دھکیل دینا کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے، اسلئے ایک دوسرے صحابی نے اس کی مراد واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ موت پر بیعت کرنے کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ "اَن لاّ نَفِرَّ" یعنی (حالات کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں ہم میدان سے بھاگیں گے نہیں)۔ کسی عظیم مقصد کیلئے جان کی بازی لگا دینے کی تعلیم دینے میں اسلام ہی منفرد نہیں بلکہ ہمیشہ سے اسلام سے قبل بھی اور آج بھی دُنیا کی تمام قوموں میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، کہ انفرادی لڑائیوں میں اور بڑی بڑی قومی وملی جنگوں میں لوگوں نے بے شمار جانیں قربان کی ہیں۔ خود ہمارے اس ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف لڑتے ہوئے اور اس کے بعد متعدد جنگوں میں بے شمار جانیں گئی ہیں، عالمی جنگ عظیم اول اور دوم میں ہزاروں جانیں قربان ہوئی ہیں۔

البتہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ملک گیری کے جذبہ سے جان دینے کو پسند نہیں کرتا، اس کا فرمان تو یہ ہے کہ "من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ" (جو صرف اس جذبہ سے لڑا کہ بس اللہ تعالیٰ کی بات بلند ہو کر رہے، صرف وہی جان دینا راہِ خدا میں مانا جائیگا) حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اسی لحاظ سے ہے، اس وقت یزیدی فوج سے مقابلہ کی کوئی ہمت نہیں کرتا تھا جب امام حسین نے نکلنے کا فیصلہ کیا تھا تو بہت سے جلیل القدر صحابیوں نے ان کو اس اقدام سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی، حضرت امام حسین بھی اس بات کو سمجھتے تھے کہ یزید کی ٹڈی دل فوج سے مقابلہ کیلئے یہ تعداد اور یہ ساز وسامان کافی نہیں ہے، لیکن ایک خاص بات جو بہت سی نگاہوں سے اوجھل رہتی ہے یہ تھی کہ اگر یہی مصلحت اندیشی پیروں کی زنجیر بنی رہتی تو یزیدی حکومت برابر اپنا اثر ورسوخ بڑھاتی چلی جاتی، اہل حق کے پاس اس کی مزاحمت کی طاقت نہیں تھی، اسباب پر نظر ڈالنے والے افرادی طاقت کا تناسب دیکھنے والے، ظاہری حالات کے تقاضوں پر چل رہے تھے، وہ سب عقل کے مشورہ پر چل چل کر "محو تماشائے لب بام" تھے، باطل مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جا رہا تھا، اسے کہیں سے کوئی مزاحمت نظر نہیں آ رہی تھی، اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ اب کوئی عشق کی چنگاری اٹھے اور آتش نمرود میں بے خطر کود پڑے، یہ کام وہی ہستی کر سکتی تھی جس کے گھرانے میں کئی پشت اوپر ابراہیم خلیل اللہ نے آتش نمرود میں کود پڑنے کا کارنامہ انجام دیا ہو، اور مشرکین مکہ کے ہزاروں مسلح افراد کے مقابلہ میں صرف تین سو تیرہ نہتے افراد کو میدان میں اتار کر فرشتوں کی آسمانی فوج بلا لی ہو۔ (یعنی غزوہ بدر)

ایک الجھن خالی الذہن افراد کو بسا اوقات یہ ہوتی ہے، کہ جس جنگ میں فتح کے کوئی آثار نہ ہوں، ایسی جنگ میں کود پڑنا کوئی عقلمندی نہیں ہے، لیکن یہ تو طے ہے کہ باطل کے سیلاب کے سامنے بند باندھنا اور شیطنت کو لگام دینا ایک دینی وملی فریضہ تھا، اور حالات ایسے نظر آ رہے تھے کہ افرادی طاقت ضروری تعداد میں (لوگوں کی مصلحت کوشی اور عاقبت اندیشی کی وجہ سے) حاصل ہونے کی کوئی اُمید نہیں تھی، لہٰذا اس کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ جو شخص عزیمت اور جرأت کا اقدام کرنا چاہتا ہے وہ بس اپنے آپ کو اور اپنے خاندان اور اپنے مخصوص وفاداروں کو لیکر نکل کھڑا ہو۔

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے پوری انسانیت کو اور بالخصوص ملت اسلامیہ کو ایک عظیم سبق دیا ہے اور اس سبق سے تاریخ میں بہت سے لوگوں نے کام بھی لیا ہے، اور تنِ تنہا ایک ایک فرد نے بڑی بڑی صاحب جلال وجبروت سلطنتوں کے رخ موڑ دیئے ہیں۔

شہادت حسین کا اصل پیغام یہ ہے کہ جب ایک کام کی اہمیت وصداقت ہمارے سامنے کھل کر آ جائے اور اس کام کی تکمیل کیلئے ہمیں ضروری اور کافی وسائل حاصل نہ ہوں تو بھی ہم کو اپنا مال، اپنا آرام وسکون، اپنی جان اور اپنا خاندان اس مقصد کے حصول اور حق وصداقت کی تکمیل کیلئے جھونک دینا چاہیے، خواہ وہ جان ومال اور خاندان زندہ باقی رہ جائے یا راہِ حق میں قربان ہو جائے۔

حضرت امام حسینؓ کے معاملہ میں بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ وہ اور اُن کا پورا قافلہ شہید ہو گیا اور مدمقابل زندہ رہا، اپنی فوج اور اپنا کوئی علاقہ کھوئے بغیر فتح حاصل ہوئی، لیکن ایسا نہیں ہے//

بقیہ صفحہ 2 پر......

www.khanqah.in

ماڈرن معاشرہ اور نافرمان بیویاں

مغربی ملکوں کی طرح دورِ حاضر میں ہندوستان اور دیگر مشرقی ممالک میں یہ شکایت عام ہوتی جارہی ہے کہ ''زمانہ حاضر کی لڑکیاں اچھی بیویاں ثابت نہیں ہورہی ہیں'' حالانکہ آج کل کی لڑکیاں زمانہ قدیم کی لڑکیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ تعلیم یافتہ اور عقل وخرد کی حامل ہیں، یہ لڑکیاں اگر چاہیں تو اپنی خانگی زندگی کو جنت زار بنا سکتی ہیں۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ یورپ وامریکہ کی طرح طلاق کی زہرآلودہ فضا پورے ہندوستان اور دیگر مشرقی ممالک میں برق رفتاری کے ساتھ پھیل رہی ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہندوستان میں زیادہ تر انہیں شادی شدہ جوڑوں میں طلاق کے واقعات بکثرت رونما ہورہے ہیں جو مہذب، تعلیم یافتہ اور شہری گردانے جاتے ہیں ورنہ جہاں تک دیہاتیوں اور قصبوں کا تعلق ہے وہاں ''چھوٹ چھٹاؤ'' کے واقعات بہت کم پیش آتے ہیں اور دیہاتیوں کی خانگی زندگیاں شہر والوں سے کہیں زیادہ پرسکون اور اطمینان بخش ہوتی ہیں، اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ دیہاتیوں اور قصبوں میں تاہنوز ہندوستان کا وہی پرانا تمدن رائج ہے، یہاں خواتین اور نیک طینت بیویاں بننے کی تربیت دی جاتی ہے، انہیں خانگی امور کے بحسن وخوبی انجام دینے کا طریقہ سکھلایا جاتا ہے، انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک لڑکی کا فرض یہ ہے کہ وہ شادی سے قبل والدین کی اطاعت گزار ہو، رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے کے بعد شوہر اور اسکے والدین کی فرمانبردار ہو اور ماں بننے کے بعد اپنی زندگی اولاد کیلئے وقف کرنے سے گریز نہ کرے، لیکن شہروں میں حالات بالکل مختلف ہیں، لڑکیوں کو کالج اور یونیورسٹیوں میں تعلیم تو دلائی جاتی ہے، لیکن گھریلو زندگی سدھارنے کی مطلق تربیت نہیں دی جاتی۔ میں لڑکیوں کو تعلیم دلانے کے قطعی مخالف نہیں ہوں، تاہم اتنا کہنا میں اپنا فریضہ سمجھتا ہوں کہ ان کو گھریلو زندگی کی تربیت دینا بھی ناگزیر ہے، میرے نزدیک وہ نام نہاد تعلیم قطعی غیر مفید ہے جو ان کے مثالی ماں اور صالح بیوی بننے کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرے۔ اس ملک کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ تعلیم کے معاملے میں لڑکے اور لڑکیوں کو ایک ہی ڈگر پر ڈال دیا گیا حالانکہ دونوں کی راہیں یکسر جداگانہ ہیں، چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کی لڑکی بسہولت سائنس، فلسفہ اور بی اے وغیرہ کی دیگر اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرلیتی ہیں لیکن اس ملک میں ایسی کوئی تعلیم گاہ نہیں، جہاں لڑکیوں کو اچھی اور مثالی خواتین بننے کی ابتدائی تعلیم دی جاسکے، ظاہر ہے کہ ایک عورت خواہ بی اے ہو یا ایم اے۔ اسے ہر حال میں گھر کا نظم ونسق سنبھالنا ہے، اگر وہ اس حوالے سے ناکام ثابت ہوتی ہے تو وہ اور تو سب کچھ کرسکتی ہے مگر اچھی بیوی ہرگز نہیں بن سکتی، اسلئے والدین کے کندھے پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کی اسطرح تربیت کریں کہ وہ آگے چل کر اچھی بیویاں ثابت ہوسکیں اور ان کی شادی شدہ زندگی اطمینان وسکون کے ساتھ بسر ہوسکے ایک اچھی خاتون کے فرائض میں جہاں اپنے گھر کا نظم سنبھالنا ہے وہاں اس کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ درجے کی مزاج شناس ہو، مگر یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ نہ بیویاں مزاج شناس ہیں، نہ شوہر فرض شناس، جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہورہا ہے کہ ہماری زندگی کے مراحل تلخ اور دشوار ہوگئے ہیں۔

ہندوستان کی ماڈرن لڑکیاں خواہ وہ زیادہ تعلیم یافتہ ہوں یا کم، غیر ضروری آزادی کی خواہشمند ہیں، وہ چاہتی ہیں کہ نہ صرف ان کا شوہر بلکہ ہر چیز ان کی مرضی کے مطابق گردش کرے، وہ پائیدار خوشی کے بجائے عارضی مسرتوں کی جانب دوڑ رہی ہیں، جس کا اثر یہ ہے کہ نہ ان کی شوہر سے بنتی ہے اور نہ شوہر کے افراد خانہ سے۔ اسکے برخلاف زمانہ قدیم میں لڑکیوں میں ضرورت سے زیادہ تحمل کا مادہ پایا جاتا تھا، وہ خود کو شوہر کی مرضی کے سانچے میں ڈھال لیتی ہیں اور ہمیشہ ایسی باتوں سے اجتناب کرتی تھیں جو باہمی افتراق، تصادم اور کشیدگی کا باعث ہو، زمانہ چاہے کتنی ہی ترقی کے مراحل کیوں نہ طے کرلے، عورت کو ہمیشہ تحمل کی ضرورت باقی رہیگی اور یہ تحمل کا جذبہ گھروں کی صالح تربیت سے ہی پیدا ہوسکتا ہے اگر آج بھی لڑکیوں میں تحمل اور برداشت کا مادہ پیدا ہوجائے تو وہ اچھی بیویاں اور مثالی خواتین ثابت ہوسکتی ہیں۔

بقیہ: شہادتِ حضرت حسینؓ

حضرت امام حسینؓ ۱۰ر محرم الحرام ۶۱ھ میں شہید ہوئے لیکن اس خون کے چھینٹوں نے یزیدی سلطنت کا چراغ ہمیشہ کیلئے گل کردیا۔ اس واقعہ کے صرف تین سوا تین سال بعد ربیع الاول ۶۴ھ میں یزید کی موت واقع ہوگئی، اس کی عمر مرتے وقت صرف ۳۸ر سال تھی، اور اس کو صرف تین سال نو مہینے حکومت کرنیکا موقع ملا، اسکے بعد کوئی جاندار جانشین اسکا پیدا نہ ہوا، سلطنت اگرچہ کچھ عرصہ بنی امیہ میں چلی لیکن استحکام نہ ہوسکا، استحکام کیلئے انہوں نے مدینۃ الرسول پر چڑھائی کی اور تین دن تک اس شہر مقدس کو لوٹا، پھر مکہ مکرمہ میں خونریزی کی، اس چیز نے عام مسلمانوں کے دِلوں میں یزید اور بنی امیہ کے تئیں مزید نفرت بھردی، کربلا میں ظاہری آنکھوں نے یہ دیکھا کہ حضرت امام حسین اور ان کا خاندان شہید ہوا تھا، لیکن صفحہ ہستی سے کون مٹ گیا؟ نام ونشان کس کا فنا ہوگیا؟ اس کو سر کی آنکھ سے نہیں عقل وفہم کی آنکھوں سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یوم عاشورہ......تاریخ کے آئینے میں

ابن جمیل قاسمی

یوم عاشورہ بڑا اہتم بالشان اور عظمت والا ہے، تاریخ کے واقعات اس سے جڑے ہوئے ہیں، چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے:

(۱) اسی دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین، لوح وقلم، حضرت آدم وحوا علیہما السّلام کو پیدا کیا۔

(۲) عاشورہ کے دن ہی حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

(۳) حضرت ادریس علیہ السلام کو اسی دن آسمان پر اُٹھایا گیا۔

(۴) اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہولناک سیلاب سے محفوظ ہوکر جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی۔

(۵) اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بنایا اور ان پر آگ گلزار بنی۔

(۶) اسی دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

(۷) اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے رہائی نصیب ہوئی اور مصر کی حکومت ملی۔

(۸) اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات ایک طویل عرصہ کے بعد اپنے والد مکرم حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہوئی۔

(۹) اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی۔

(۱۰) اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت واپس ملی۔

(۱۱) اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو سخت بیماری سے شفا نصیب ہوئی۔

(۱۲) اسی دن حضرت یونس علیہ السلام چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے بعد نکالے گئے۔

(۱۳) اسی دن حضرت داؤد علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی۔

(۱۴) اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن یہودیوں کے شر سے نجات دلا کر آسمان پر اٹھائے گئے۔

(۱۵) اسی دن حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(۱۶) اسی دن ابولؤلؤ کے ہاتھوں مصلّی رسولؐ پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور پھر جام شہادت نوش فرمایا۔

(۱۷) اسی دن کوفی فریب کاروں نے نواسۂ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم اور جگر گوشۂ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

(۱۸) اسی دن دنیا میں پہلی بارانِ رحمت (بارش) ہوئی۔

(۱۹) اسی دن قریش خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالتے تھے۔

(۲۰) اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ظلم وستم سے نجات دلائی۔ (نزہۃ المجالس اُردو)

DARUL ULOOM SAWA-US-SABEEL EDUCATIONAL INSTITUTE KHANDIPORA KULGAM

ADMISSION OPEN

"SUCCESS OF BOTH THE WORLDS"

"Committed to the Excellence"

"Under the guidance of Maulana Hamidullah Sahib DamatBarkatuhum"

The School offers admission from Class Nursery to 10th (Boys & Girls) for the academic session 2013-14.

Salient Features:

1. Complete and obligatory veil (Pardah) for girls from class 6th onwards.
2. The School starts functioning with the "Tilawat- e- Qur'an" and "Deen kee Batein".
3. Memorization of Qur'an and Hadith with english translation.
4. Eco- friendly and pollution free brand location.
5. Learning by doing, activity based methods of teaching - learning.
6. Features that make learning fruitful and enjoyable.
7. Well Qualified, experienced, committed and trained faculty of teachers to give your children the best academic base.
8. Science, Mathematics, Computer Science with state of the art labs and library.
9. Special measures for orphans, poor and deserving students.
10. Affordable fee structure.
11. Advisory board of qualified scholars from Islamic and academic fields.
12. Periodic check- up by a board of expert doctors.
13. Boarding facility for boys only.

So rush now to get your Wards admitted at the earliest.

Principal
DUSSEI Khandipora Kulgam

For more details contact Cell No's: 9906431306, 9622627265

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

15 نومبر 2013ء جمعۃ المبارک

قتلِ حُسین رضؓ اَصل میں مرگِ یزید ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''رمضان کے بعد محرم کے روزے سب سے اَفضل ہیں۔''

محرم کا مہینہ اسلامی تقویم کے اعتبار سے سب سے پہلا مہینہ ہے، اس ماہ کی دسویں تاریخ کو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روزہ رکھا اور اُمت کو اس کی ترغیب دی، روایتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس طرح نفل نمازوں میں تہجد کی اہمیت ہے اسی طرح نفل روزوں میں عاشوراء کے روزے کی اہمیت ہے، ہجرت کے بعد جب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ روزہ رکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ یہود بھی اس دن کو مقدس سمجھ کر روزہ رکھتے ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ اسی دِن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حق دار ہیں، البتہ اخیر میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر آئندہ سال زندگی رہی تو نویں کا روزہ اس میں شامل کرلیں گے، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فرمان کے پیش نظر فقہائے اُمت نے بجائے ایک دن کے روزے کے دو دنوں کے روزوں کو بہتر قرار دیا ہے۔

اس ماہ سے اسلامی تاریخ کی بہت سی خوشگوار و ناخوشگوار یادیں وابستہ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے علاوہ اور بھی بعض انبیاء سابقین کے ساتھ اس مہینہ میں ایسے واقعات پیش آئے جو اس امت کیلئے بھی باعث مسرت وموجب شکر ہیں، مگر اس ماہ میں نواسۂ رسولؐ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وہ دردانگیز واقعہ بھی پیش آیا جس نے گذشتہ مسرت انگیز واقعات پر پردہ ڈال دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حق کیلئے اپنی جان نچھاور کردی اور شاعر کی زبان میں یہ حقیقت سامنے آئی۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہ حقائق وواقعات اس لئے نہیں ہوتے کہ ان کا سوگ منایا جائے بلکہ یہ اپنے اندر قربانی پیش کرنے اور اخلاص ووفا کا پیغام رکھتے ہیں، افسوس کی بات ہے کہ انہیں کے نام پر وہ سب کچھ کیا جارہا ہے جس کو مٹانے کیلئے انہوں نے جان دی، تعزیہ داری، ڈھول تاشے، اور وہ ساری خرافات جو عصر حاضر میں کی جارہی ہیں یہ ایک ''نیا دین'' ہے، جو بعض مفاد پرستوں اور جاہلوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے، دین محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا دُور دُور کا واسطہ نہیں ہے، اس مہینہ میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو اس ماہ کے ساتھ خاص ہو، البتہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روزہ رکھا اور اس کو پسند فرمایا، محبت رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لائے ہوئے دین وشریعت سے ہٹ کر اگر کوئی اپنے لئے نیا راستہ تلاش کرتا ہے تو اس نے اپنی راہ کھوٹی کردی۔

جواهر القرآن

سورۂ اخلاص ۔ 1

(اس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کی صفات اور نسب بیان کیجئے اس پر یہ سورت نازل ہوئی، کذافی الدر المنثور باسانید متعددہ) آپ (ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ (اپنے کمال ذات وصفات میں) ایک ہے (کمال ذات یہ ہے کہ واجب الوجود ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور کمال صفات یہ کہ علم قدرت وغیرہ اسکے قدیم اور محیط ہیں اور) اللہ بے نیاز ہے (یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں اور اُس کے سب محتاج ہیں) اُس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اُس کی برابر کا ہے۔

شانِ نزول: ترمذی حاکم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا نسب پوچھا تھا اُن کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ دوسری بعض روایات میں یہ سوال یہود مدینہ کی طرف منسوب کیا ہے اسی لئے سورت کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن مسعود، حسن بصری، عطا، عکرمہ، جابر رضی اللہ عنہم نے اس کو مکی کہا ہے اور قتادہ، ضحاک وغیرہ نے مدنی، حضرت ابن عباسؓ کے دو قول منقول ہیں۔ (قرطبی)

بعض روایات میں ہے کہ مشرکین کے سوال میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کس چیز کا بناوا ہے سونا چاندی یا اور کچھ ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

فضائل سورت: امام احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے اس سورت (یعنی سورہ اخلاص) سے بڑی محبت ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کردیا۔ (ابن کثیر) ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ سب جمع ہو جاؤ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا جو جمع ہو سکتے تھے جمع ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قل ھو اللہ احد الخ کی قرأت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (رواہ مسلم فی صحیحہ) ابوداؤد، ترمذی نسائی نے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح اور شام قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھ لیا کرے تو اُس کے لئے کافی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کو ہر بلا سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ (ابن کثیر) امام احمد نے حضرت عقبہ ابن عامرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی تین سورتیں بتاتا ہوں کہ جو تورات، انجیل، زبور اور قرآن سب میں نازل ہوئی ہیں اور فرمایا کہ رات کو اُسوقت تک نہ سو جاؤ جب تک ان تینوں (معوذتین اور قل ھو اللہ احد) کو نہ پڑھ لو۔ (جاری)

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

دورانِ سفر صبح کے وقت کی دُعاء

''سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَآئِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ''

سُنا، ایک سننے والے نے، اللہ کی تعریف کو اور ہم پر اسکے جو اچھے انعامات ہوئے (اُن کا تذکرہ بھی) اے ہمارے ربّ ہمارا ساتھی بن جا، اور مہربانی فرما ہم پر، (ہم یہ دُعا کرتے ہیں) پناہ میں آتے ہوئے اللہ کی آگ (کے عذاب) سے۔ (مسلم حدیث:۲۷۱۸)

دورانِ سفر یا سفر کے بغیر کسی جگہ ٹھہرنے کی دُعاء

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (رواہ مسلم:۲۷۰۸)

میں اللہ کے برکت میں کامل کلمات سے تمام مخلوقات کے شرّ سے پناہ چاہتا ہوں۔

سفر سے واپسی کی دُعاء

جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی جنگ یا حج سے واپس تشریف لاتے ہو ہر بلند جگہ پر تین مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے، پھر یہ دُعاء پڑھتے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اٰئِبُوْنَ، تَآئِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ'' (بخاری حدیث:۶۳۵۸، مسلم حدیث:۱۳۴۴)

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا، اسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے سب تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے، ہم واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنیوالے ہیں، (اور) اپنے ربّ ہی کی تعریف کرنیوالے ہیں، سچ کردکھایا اللہ نے اپنا وعدہ اور مدد فرمائی اپنے بندے کی اور شکست دے دی اس نے تمام (مخالف گروہوں کو) اکیلے۔

سردیوں میں احتیاطی تدابیر

انسان دُنیا کے ہر خطہ میں موجود ہے، جس میں برفانی علاقوں سے لے کر گرم ترین علاقے شامل ہیں، کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں انسان کا قیام کرنا مشکل ہے، لہٰذا تھوڑے وقت کیلئے لوگ وہاں جاتے ہیں، انسانی جسم ماحول کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی خوبی رکھتا ہے اور جسم پر سردی اور گرمی کے اثرات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی خوراک میں کافی فرق پایا جاتا ہے، جو اس کے ماحول سے بہت حد تک مطابقت رکھتی ہے، اسکی مقدار اور معیار دونوں ماحول کے مطابق مقرر کئے جاتے ہیں، تاکہ انسان وہاں کی آب و ہوا کا مقابلہ کر سکے، آب و ہوا کا مقابلہ کرنے میں خوراک ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، اسکے علاوہ کچھ ایسے اہم کیمیائی مرکبات ہیں، جن میں وٹامنز اور منرلز شامل ہیں، جو انسان کو موسم کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھنے یا بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ انسان کے جسم کی شکست و ریخت کافی حد تک درجہ حرارت پر منحصر ہوتی ہے۔

موسم کی تبدیلی کے منفی اثرات کو زائل کرنے کیلئے انسانی جسم میں معدنی مرکبات کی کمی نہیں ہونی چاہیے، جس میں کیلشیم، کاپر، زنک، میگانیز سرفہرست ہیں، وٹامنز میں وٹامن ای، اے اور وٹامن سی موسمی تبدیلی کے منفی اثرات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، آیئے دیکھئے خوراک میں کونسی ایسی چیزیں ہیں جن میں مندرجہ ذیل بالا معدنیات اور وٹامن شامل ہیں: سیلینیم=لہسن، کاپر=چنے، زنک=مٹر، مچھلی، دودھ،

وٹامن اِی=تل، وٹامن اے= گاجر، وٹامن سی = مالٹا، کینو، گرے فروٹ

خداتعالیٰ کی شان دیکھئے کہ یہ تمام اشیاء سردیوں میں وافر مقدار میں میسر آتی ہیں، اگر پرانی روایات کو دیکھا جائے تو اس خطہ میں سردیوں کے ساتھ چکنائی کا استعمال بڑھ جاتا تھا۔ اگر طبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مونگ پھلی میں لحمیات کی ایک بڑی مقدار موجود ہے، جو انسانی جسم کے اندر نائٹروجن کے توازن کو برقرار رکھ سکتی ہے، مغزیات مختلف معدنیات کا ذخیرہ ہیں جیسے کہ تل کے ایک سو گرام میں تقریباً ڈیڑھ گرام کے قریب کیلشیم پایا جاتا ہے، معدنیات آئنز کے توازن کو برقرار رکھنے میں قابل ذکر کردار سرانجام دیتی ہیں، جسم کے درجہ حرارت کو قائم رکھنے کیلئے قدرت نے جسم میں ایسے عوامل پیدا کئے ہیں جو ماحول کی مطابقت کے مطابق جسم کو حرارت مہیا کرتے ہیں، لہٰذا سردیوں میں سردی کی وجہ سے نظام انہضام کے ساتھ دوسرے نظاموں میں بھی تیزی آجاتی ہے، کیونکہ جسم کا درجہ حرارت قائم رکھنے کیلئے زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے، اور جسمانی درجہ حرارت کو قائم رکھنے کیلئے خوراک ہی ایک ایسا عنصر ہے جو اہم کردار ادا کرتا ہے۔

لباس بھی جسم کو گرم رکھنے میں یعنی جسمانی حرارت کو زائل ہونے میں کمی کرتا ہے، لہٰذا سردیوں میں گرم اور موٹے سوتی کپڑوں کا استعمال بڑھ جاتا ہے، گھروں کو گرم رکھا جاتا ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے لوگ خوراک کے بارے میں زیادہ باشعور نہیں ہیں، لہٰذا اس غفلت کی وجہ سے سردیوں میں نزلہ، فلو، زکام، کھانسی، نمونیا، جسمانی خشکی، ہاتھ پاؤں کا پھٹ جانا اور سوزش کا ظاہر ہونا، دردوں کے امراض کا بڑھ جانا شامل ہے۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان تمام امراض کی کیا وجوہات ہیں:

انسان اس وقت کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے جب اس کا قوت مدافعت کا نظام کمزور ہو جاتا ہے، جس کے ساتھ ساتھ جسمانی طور پر تیزابی اساسی توازن بگڑ جاتا ہے، اور آئنز کا توازن برقرار نہیں رہتا۔ سردیوں میں خاص کر خواتین میں فولاد کی کمی واقع ہو جاتی ہے جس کیلئے شربت فولاد کا استعمال ضروری ہے، کیونکہ یہ جسم میں حرارت (Thermogenesis) پیدا کرنے میں کافی // بقیہ صفحہ 7 پر......

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC
ایک بار آزمایئے، بار بار تشریف لایئے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact No's: 9419040053

اِس ماہ کا مضمون

یعنی محرم الحرام۔ فضائل واحکامات

معروف النساء۔ مراد آباد

محرم الحرام کا مہینہ بڑی عظمت وحرمت والا مہینہ ہے، اسکی عظمت وحرمت کو خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے: ''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینہ ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کئے تھے، اسی روز سے اور ان میں چار مہینے خاص ادب کے ہیں، یہی دین مستقیم ہے سو ان میں اپنے اوپر ظلم مت کرو''

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں: ''پوری امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ان حرمت والے چار مہینوں سے مراد یہ مہینے ہیں، محرم، رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ''۔ اور فرماتے ہیں کہ ان مہینوں کی حرمت کا مطلب یہ ہے کہ ان مہینوں میں طاعت کا ثواب بھی زیادہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور گناہوں پر عذاب اور وبال بھی سخت ترین ہوگا، لہٰذا خاص طور پر ان مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنے اوپر ظلم مت کرو، کیونکہ ان مہینوں میں ثواب وعقاب دونوں کی زیادتی ہوتی ہے۔ (تفسیر کبیر ج٦) علّامہ آلوسیؒ اور قرطبیؒ نے بحث کرتے ہوئے اصولی انداز میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات اور اوقات کو بعض پر فوقیت بخشی ہے، جن میں طاعات کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے اور معاصی کا عذاب اور وبال بھی سخت ہو جاتا ہے، مثلاً احرام یا حرم پاک میں کوئی گناہ کرنے لگے تو اس کا عذاب بھی سخت ترین ہوگا یہی حال ان مہینوں کا بھی ہے۔ (روح المعانی ج١٠، قرطبی ج٨٢/٨)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے حضرت قتادہؓ کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ ان مہینوں میں نیک کاموں کا اجر بھی زیادہ ہوگا اور گناہوں کا وبال بھی سخت ہوگا۔ (تفسیر مظہری ج٢٠٢/٤)

حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں ان مہینوں کی حرمت وعظمت سے متعلق حدیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں، کہ ان مہینوں کی حرمت اب بھی باقی ہے اور اخیر وقت تک باقی رہے گی، اسلاف کا یہی مذہب ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی عظمت وحرمت کو دل سے تسلیم کیا جائے، اللہ کے محرمات یعنی جن باتوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان سے پورے طور پر احتراز کیا جائے، یہی اس کی حرمت کا مطب ہے۔'' (ابن کثیر ج٤/٢)

حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''تمام انبیاء علیہم السّلام کی شریعتیں اس پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہے۔''

(معارف القرآن ج٣٧٠/٤)

یوں تو محرم کا پورا مہینہ ہی افضل ہے لیکن خاص طور پر اسکے پہلے عشرہ کی اہمیت زیادہ ہے، حافظ ابن رجب نے ابوعثمان النہدی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے اسلاف تین عشروں کی بڑی عظمت اور اسکا بڑا لحاظ رکھتے تھے، ایک رمضان شریف کا اخیر عشرہ، دوسرے ذی الحجہ کا پہلا عشرہ، تیسرے محرم کا پہلا عشرہ۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے تیس دِن کے بعد پورے چالیس دن کرنے کیلئے دس دن کا اضافہ فرمایا تھا، وہ یہی محرم کے دس دِن تھے، چنانچہ جب چالیس راتیں پوری ہوگئیں تو دس محرم کو حق تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ (لطائف المعارف ص٣١)

گذشتہ تفصیلات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ محرم کا مہینہ بڑا مقدس اور بڑی رحمت وعظمت اور خیر وبرکت والا مہینہ ہے، اسکی حرمت وعظمت کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے جس کو اللہ کا مہینہ فرمایا ہے۔ اس مہینہ میں جو بھی نیک کام کیا جائے گا وہ خیر وبرکت کا باعث ہوگا اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا، اس مہینہ کو منحوس سمجھنا یا اس کو رنج وغم کا مہینہ سمجھنا یا اس میں خوشی اور خیر کے کام مثلاً شادی بیاہ، منگنی، تاریخ کا تعین، رخصتی وغیرہ کو معیوب سمجھنا بہت بڑی اعتقادی غلطی ہے، شیطانی دھوکہ اور کھلی ہوئی گمراہی ہے، کہ جو مہینہ سب سے افضل اور جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کا مہینہ قرار دیا ہو جس ماہ میں اللہ کی طرف سے بڑے بڑے انعامات اور برکات کی بارش ہوتی ہو اس مہینہ یا اس کی کچھ تاریخوں کو معیوب سمجھا جائے؟ درحقیقت یہ ایسی اعتقادی غلطی ہے جس سے توبہ لازم ہے۔

آج اُمت کا بڑا طبقہ اس غلطی میں مبتلا ہے کہ وہ اس مہینہ میں کسی خوشی اور خیر کے کام انجام دینے کو اچھا نہیں سمجھتے، دُکان، مکان کے افتتاح یا نکاح رُخصتی وغیرہ کے متعلق ان کا خیال ہوتا ہے کہ اگر اس ماہ میں یہ کام انجام دئے گئے تو اسکا انجام اچھا نہ ہوگا، شادی پھلے گی نہیں، میاں بیوی میں نباہ نہ ہوگا، دکان ومکان میں خیر وبرکت نہ ہوگی، قطع نظر اس سے کہ بدفالی وبدشگونی کی ہماری شریعت میں گنجائش نہیں۔

کربلا کی یادوں نے سوزِ دِل جگایا ہے
کیسے کیسے سنگ دِلوں کو بے پناہ رُلایا ہے
کیا ہَوا کے جھونکوں نے ایسی مٹی چھوئی ہے
کیا کسی کے سینے نے ایسا زخم کھایا ہے
بات جب جُدائی کی دِل کا صبر توڑے گی
یاد کرنا وہ دیوانہ جس نے خود بھی مٹایا ہے
اے ستارو یاد ہے نا یہ مصطفٰےؐ کے تارے میں
یہ وہی گھرانہ ہے جو کربلا میں آیا ہے
موت کے ہزاروں رنگ، رنگ یہ نرالا ہے
اِن لہو کے قطروں نے اِک جہاں بسایا ہے
(انور کولگامی)

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: توحید اور شرک کے بارے میں وضاحت کیجئے مثلاً اگر کوئی آدمی شرک کرے، تو کیا اُس کو مشرک کہہ سکتے ہیں؟ اس کی وضاحت کیجئے؟

عبدالرشید صوفی۔ کنزر ٹنگمرگ

جواب: حامداً ومصلیاً: اسلامی عقائد میں سب سے زیادہ اہمیت عقیدۂ توحید کی ہے یہ وہ اساس ہے جس پر اسلام کی بلند و بالا عمارت قائم ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر پیغمبر کی دعوت کا محور و مرکز یہی عقیدہ تھا۔ ﴿یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے''۔ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات اسکی صفات اور اُسکے حقوق و اختیارات میں کسی کو اسکا ہمسر اور شریک نہ ٹھہرایا جائے، شرک اسلام کی نگاہ میں سب سے گھناونا اور ناقابلِ معافی جرم ہے، اسے زبانِ وحی میں ظُلمِ عظیم کہا گیا ہے:۔ ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ ''بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے'' (سورۂ لقمان: ۳۱) اور اس کے بارے میں بالفاظِ صریح اعلان کیا گیا ہے:۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ......﴾ (سورۂ نساء: ۱۱۶) ''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ جس کیلئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے۔''

کشمیر میں نظری اور عملی شرک اس قدر عام ہے کہ اس کا احاطہ کرنے کیلئے ایک مستقل مقالے کی ضرورت ہے، یہاں کونسا شعبۂ زندگی ایسا ہے جہاں شرک موجود نہیں اولاد کی بھیک مانگنے کے لئے کشمیری مسلمان غیر اللہ کے آستانے پر نذر مانتے ہیں، اولاد کا نام تجویز کرنے کے لئے اکثر ہدایتِ نبوی کی طرف نہیں بلکہ کسی ستارہ شناس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور کہیں کہیں شادی بیاہ کے موقعہ پر ایسا کیا جاتا ہے، شادی بیاہ کے موقعہ پر دولہا قریب کے آستانے پر ضرور حاضری دیتا ہے، آگ بجھانے کے لئے اور پانی کی طغیانی سے بچنے کے لئے کہیں کہیں زندہ جانور آگ اور پانی کے حوالے کئے جاتے ہیں، بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کیلئے الّو کے ناخن اور لوہے کے کڑے پہنائے جاتے ہیں، کچھ مخصوص دنوں اور تاریخوں کو منحوس خیال کیا جاتا ہے، بہت سی ایسے مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے جہاں غیر اللہ کا واسطہ دے کر استمد اد کی جاتی ہے (یعنی مدد مانگی جاتی ہے) کشمیر میں بمشکل کوئی ایسی بستی ہے جہاں کوئی آستانہ موجود نہ ہو جہاں مشرکانہ اعمال انجام نہ دئے جاتے ہیں۔ بقول اقبالؒ

کشمیری کہ با بندگی خو گرفتہ　　بُتے می تراشد ز سنگ مزارے

شرک کے ان کھلے کھلے مظاہر کو دیکھتے ہوئے والٹر لارنس بجا طور پر اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ کشمیری مسلمانوں کے دل میں ابھی تک ہندومت برابر جاگزین ہے، اپنی کتاب ''وادئ کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

"The Kashmiri sunnis are only Musalmans in name. In their hearts they are Hindus and the religion of Islam is too abstract to satisfy their superstitious cravings. They like to gaze on the saint's old clothes and turban and to examine the cave in which he spent his ascetic life. In connection with the suggestion that the Kashmiris are at heart.... Hindus, it may be mentioned that certain places are held in reverence by Hindus and Musalmans alike ---- I have seen imprints of a foot in a stone worshipped by the Musalmans as Kadami Rasool (The Prophet's footprint) and the Hindus as Vishnu pad (Vishnu's foot). It was only natural that the Musalmans when they were converted to Islam should cling with tenderness to the old religious places and should adopt sacred spots--- already familiar to the country-side.

Every Kashmiri believes that saints will aid if men will call and they think that a dead saint is more efficacious than a living one." (The valley of Kashmir P : 286)

اس کا ترجمہ یہ ہے: ''کشمیر کے سُنّی محض نام کے مسلمان ہیں، قلب و ذہن کے لحاظ سے وہ اب بھی ہندو ہیں اور اسلام کی تنزیہی شان انکی وہم پرستانہ خواہشات کی تکمیل نہیں کرسکتی، وہ بزرگوں کے پرانے کپڑوں اور انکے عماموں کی (تبرکات کی حیثیت سے) زیارت کرتے ہیں اور ان گپھاؤں میں جاتے ہیں جہاں ایسے بزرگوں نے ریاضت کشی کی زندگی گذاری تھی، قلب و ذہن کے اعتبار سے کشمیری مسلمانوں کا ہندو ہونا اس امر سے واضح ہے کہ کئی جگہیں ایسی ہیں جن کی ہندو اور مسلمان دونوں تعظیم کرتے ہیں، میں نے ایک پتھر پر نقشِ قدم دیکھا ہے جسے مسلمان قدمِ رسولؐ کی حیثیت سے پوجتے ہیں اور ہندو وشنو کے نقشِ پا کی حیثیت سے۔ قدرتی بات ہے کہ مسلمان جب ہندومت چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے تو قدیم مذہبی مقامات اور مقدس جگہوں سے چمٹے رہے۔

ہر کشمیری کا عقیدہ ہے کہ بزرگ کو جب بھی مدد کیلئے پکارا جائے تو وہ ضرور مدد کرتا ہے اور یہ کہ مرے ہوئے بزرگ زندہ بزرگوں سے زیادہ مؤثر ہیں''۔

عقیدۂ توحید کے بعد اسلام کے سب سے اہم عقائدِ آخرت اور رسالت کے عقیدے ہیں اور انکے بارے میں بھی کشمیری مسلمان طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہیں، شفاعت کا ایک گمراہ کُن تصور قائم کر رکھا ہے، جسکی رو سے جو جس بزرگ کا حلقہ بگوش اور دامنگیر ہے وہ اُسکی وساطت سے نجات پائے گا چاہے اسکا عقیدہ و عمل کیسا بھی ہو، رسالت اور بشریت کو باہم متضاد تصور کیا جاتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اسکے مکمل علمِ غیب اور حاضر و ناظر ہونے میں پیغمبر کو شریک ٹھہرایا جاتا ہے پیغمبر تو درکنار ہر مردِ صالح کو کسی نہ کسی درجے میں عالمُ الغیب اور حاضر و ناظر تصور کیا جاتا ہے۔ عبادت کے متعلّق یہاں کے مسلمانوں کا عام تصور یہ ہے کہ مصطلحہ عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کے دائرے سے باہر عبادت کا کوئی وجود نہیں حالانکہ مسلمان کا کھانا پینا، اسکا سونا جاگنا اور دوسرے امورِ دنیا کا انجام دینا سب عبادتِ الٰہی میں شامل ہے بشرطیکہ یہ امور احکامِ الٰہی کے مطابق انجام دئے جائیں، پھر عبادت کی فہرست میں کشمیری مسلمانوں نے بہت ایسے اذکار و وظائف و اعمال و اشغال کو شامل کیا ہے جن کا نہ اذکارِ مسنونہ کے ساتھ کوئی تعلّق ہے اور جنہیں نوافل میں شامل کیا جاسکتا ہے بلکہ اسکے بدعت ہونے میں کسی کلام کی گنجائش نہیں، بہت سی مجالسِ ختم جنہیں وسیلۂ خیر و برکت سمجھ کر منعقد کیا جاتا ہے اور بہت سے مشرکانہ اذکار جیسے غیر اللہ کو شَيْئًا لِلّٰهِ کہہ کہہ کر پکارنا اس قبیل کی بدعات ہیں۔

جہاں تک مذہب کے تیسرے اہم شعبے معاملات کا تعلق ہے تو یہاں صورتِ حال سب سے زیادہ افسوس ناک ہے، اس پہلو میں مذہب کا اثر قریب قریب ناپید ہے، شادی بیاہ، ولادت و وفات، تجارتی لین دین، خانگی امور، سیاسی معاملات وغیرہ کو دین کے حیطہ اُثر سے باہر سمجھا جاتا ہے، شادی بیاہ کے معاملات میں اب کشمیری مسلمان آہستہ آہستہ ان معائب کو اختیار کرتے جارہے ہیں جن کی وجہ سے ہندو معاشرتی زندگی مشکل اور کھٹن ہوگئی ہے، جہیز کے بارے میں اب باقاعدہ بات چیت ہوتی ہے اور جب فریقین راضی ہوتے ہیں تو شادی طے پاتی ہیں ورنہ نہیں، نکاح طے کرنے میں زوجین کی ذہنی حالت سے زیادہ اُنکی دنیوی خوشحالی پیشِ نظر رہتی ہے اور شادی کی تمام رسوم میں اسراف و تبذیر سے کام لیا جاتا ہے، ولادت، ختنہ اور بچّوں کی تعلیم و تربیّت میں بہت کم لوگ اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ دیندار بچے بن جائیں قُرآن وسُنّت سے زیادہ اب انگریزی تعلیم پر توجّہ صرف ہوتی ہے، اب تو ایسے بھی نونہال ہمارے اندر پیدا ہونے لگے ہیں جو اپنے پیغمبرؐ، اُن کے اصحابؓ اور صلحاءِ اُمّتؒ کے کارناموں سے بالکل بے خبر ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ جنکے لئے یہ نام عجیب و غریب ہیں، مخلوط تعلیم نے اخلاق کی جڑیں ہلا دی ہیں اور اب ذرائع ابلاغ بالخصوص ٹیلی ویژن اس عمل کو اپنے منطقی انجام تک لے جارہے ہیں، پارکوں اور باغوں میں، کالجوں اور یونیورسٹی کے سبزہ زاروں میں ہر جگہ اباحی اَخلاقیات کی شروعات ہوچکی ہیں، شرم و حیا آہستہ آہستہ ختم ہورہی ہے اور عائلی زندگی برباد ہونے کے اسباب پیدا ہورہے ہیں سرکاری دفاتر میں کُرپشن (corruption) کا دور دورہ ہے، تجارتی لین دین کے لئے سودی کاروبار ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتا ہے، لاٹری کے ٹکٹ بہت بڑی تعداد میں فروخت ہوتے ہیں...... بنک کاری روز افزوں ترقی پر ہے۔

مذہب سے یہ دوری ہمارے اس روّیہ سے بھی صاف ظاہر ہے جو قومی اور بینُ الاقوامی معاملات کے تئیں ہم اختیار کرتے ہیں، قومی اور بینُ الاقوامی معاملات میں ہماری ہمدردیاں اسلام پسند قوّتوں کے ساتھ کم اور اسلام دشمن قوّتوں کے ساتھ زیادہ ہیں، اخوان پر مصر میں قیامت ٹوٹی، افغانستان کو بے دردی کے ساتھ تباہ کیا جارہا ہے مگر ایسے کسی بھی موقعہ پر ہماری رگِ حمیّت کبھی نہیں پھڑکتی، قومی معاملات کی انجام دہی کے لئے ہماری نظرِ انتخاب ہمیشہ ان لوگوں پر پڑتی ہے جو دین سے نظری اور عملی طور پر بے بہرہ ہوں، ہماری مذہبیت یہ بات اپنے حلق سے نیچے اتارنے کے لئے تیار نہیں کہ جو دیندار ہو وہ دنیادار بھی ہوسکتا ہے جو نماز روزہ کا پابند ہو وہ کاروبارِ حکومت بھی سنبھال سکتا ہے۔ ہم بے جانے بوجھے سینٹ پال کی اس تعلیم پر عمل پیرا ہیں کہ:۔

Give unto God what is God's and unto Caesar what is Caesar's)

''خدا کو اپنا حق دو اور قیصر کو اپنا''

مسلمانانِ کشمیر کی مذہبی حالت کے اس مختصر سے جائزے سے یہ بات واضح ہے کہ اسلامی طرز پر دعوت و اصلاح کا کام کرنے والی تمام قوتوں کو یہاں کچھ مخصوص موانع کا سامنا ہے، وہ جب تک اس مذہبی مزاج اور ان تاریخی عوامل کو جن سے یہ مزاج وجود میں آیا ہے اچھی طرح سمجھ نہ لیں اور پھر سمجھ کر اسکے مطابق اقدام نہ کریں، اس وقت تک انہیں مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہونگے، ہم اپنی تاریخ اور اپنے مخصوص مذہبی مزاج سے صرفِ نظر کر کے محض تمنّاؤں سے کوئی انقلاب برپا نہیں کرسکتے، ضرورت اس امر کی ہے کہ صبر و استقلال کے ساتھ تمام جائز ذرائع بالخصوص لٹریچر، تعلیم و تعلّم اور تربیّت و اصلاح کے ذریعے ذہنوں سے مذہب کا وہ گمراہ کُن تصوّر دور کیا جائے جو ہمارے ہندو ماضی کی دین ہے اور اُسکی جگہ اسلام کا صحیح تصوّرِ دین بٹھایا جائے یہ کام بے شک صبر آزما ہے اور اسکے لئے طویل مدّت تک مسلسل کام کرنے کی ضرورت ہے مگر اسلامی انقلاب کے لئے کوئی مختصر راہ (Short-cut) موجود نہیں، اگر موہوم اور حقیر فوائد کی خاطر ہم اپنی قوّتیں اصل اور بنیادی کام کے بجائے بے ہودہ راہوں میں صرف کریں تو ہم خود اپنی راہ کی مشکلات میں اضافہ کریں گے۔ ٹھیک اسیطرح یہ کام اس جدوجہد کے لئے بھی ناگزیر بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو ہمارے کچھ جیالے نوجوان مسلم کشمیر کو اپنا صحیح سیاسی مال کی یہ محدود تڑپ ایک عوامی تحریک ''Moss Movement'' کی صورت اختیار کرے اور یہ اسوقت تک ممکن نہیں جب تک عوام میں صحیح اسلامی شعور پیدا نہ ہو، اسلامی تشخص کی حفاظت وہی قوم کرسکتی ہے جس کا کوئی اسلامی تشخص ہو۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین و مراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

مرتے دم تک وفادار بنتے رہو!

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

یہ منزلیں وہ ہیں جن سے ہر راہ رَو کو گزرنا ناگزیر ہے۔ مرد وہ ہے جو یاد رکھے ان سب موقعوں پر اپنی ذمہ داریوں کو، خالق کے سامنے اپنے ایک ایک قول اور ایک ایک عمل کی پیشی کو۔ یہ راز ہے اِتَّقُوا اللہ کی تکرار کا۔ یہ معنی و مفہوم ہیں محفل نکاح میں ایجاب وقبول کے! شوہر نے دعوت دوست واحباب کی بڑی دھوم سے کی۔ بیوی کی زراسی بےتوجہی سے عین وقت پر کھانا بالکل خراب ہوکر رہا۔ اب طبیعت ہے کہ غصہ سے بے خود ہوئی جاتی ہے، اور نفس مضطرب ہے، کہ زیادہ سے زیادہ سزا ممکن ہو گھر کی مالکہ کو دی جائے۔ یہ موقع ہے اِتَّقُوا اللہ پر عمل کا! شوہر مدت کے بعد دیس سے گھر آتا ہے، راستہ بھر خواب دیکھتا ہو کہ بیوی سے یوں مزے مزے کی باتیں ہوں گی، گھر پہنچا تو دیکھا کہ بیوی بیمار پڑی ہے۔ معمولی بات بھی مشکل۔ طبیعت میں جھنجھلاہٹ کیسی کچھ پیدا ہوکر رہی یہ وقت ہے، اِتَّقُوا اللہ کے یاد کرنے کا! میاں بیوی میں بات چیت ہنسی دل لگی سے شروع ہوئی۔ بیوی کی زبان سے بات کوئی ایسی نکل گئی کہ میاں کے دِل میں چُبھ گئی۔ قوت اسے حاصل، حکومت اس کی، اختیارات اس کے ہاتھ میں بالکل بس میں کہ جو چاہے سزا دے ڈالے۔ یہ گھڑی ہے اِتَّقُوا اللہ کے قدر کرنے کی۔

خوب غور کرکے دیکھ لیا جائے، دنیا میں جس قدر بھی رنجشیں، جن اسباب سے بھی واقع ہوتی رہتی ہیں، یہ سب پیدا کہاں سے ہوتی ہیں، ظاہر ہے کہ سابقے سے، اگر سرے سے سابقہ ہی نہیں تو کسی نزاع کسی بےلطفی کا امکان ہی نہیں۔ اب دُنیا میں کوئی رشتہ تعلق اس میاں بیوی کے رشتہ سے بڑھ کر ایک دوسرے سے سابقہ رکھنے والا، اشتراک رکھنے والا ہے؟ چوبیس گھنٹے کا ساتھ چولی دامن کا تعلق یہ اس کے ہر راز سے واقف وہ اس کے ہر بھید سے خبردار۔ مرد نیک سا نیک سہی، بیوی مطیع سی مطیع سہی۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ تصادم کی صورتیں پیش آتی نہ رہیں؟ اور قوت چونکہ شوہر ہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس لئے قدرۃً اس کے استعمال کی تحریک بھی اسی کے نفس میں زائد ہوتی رہتی ہے۔ پھر رشتہ کی نوعیت یہ کہ بیوی کی جان پر جو کچھ بھی گزر جائے باہر والوں کو خبر نہ ہو۔ شوہر کو نہ اپنی رسوائی کا اندیشہ نہ انتقام کا خوف۔ ان تمام موقعوں پر ایسے سارے حالات میں کون سی چیز ایسی ہے جو شوہر کو قابو میں اس کے مزاج کو حدود کے اندر رکھ سکے۔ بجز اس ایک شئ کے جس کا نام خوفِ خدا تقویٰ الٰہی ہے۔ خطبۂ نکاح میں اِتَّقُوا اللہ کی کثرت کا راز کیا، اب بھی راز باقی رہا؟

لڑکوں کو مبارک باد اس وقت نہیں دی جاتی، جب وہ امتحان کے کمرہ میں پرچہ حل کرنے کو داخل ہوتے ہیں، مبارک باد کا وقت وہ ہوتا ہے جب کامیابی کا گزٹ چھپ چکتا ہے۔ آج کی محفل کا نوشہ سن لے کہ یہ وقت عملی زندگی کے سب سے بڑے امتحان میں داخلہ کا وقت ہے۔ نکاح کا وقت بلوغ کے بعد ٹھہرایا گیا ہے اور رضامندی معتبر صرف بالغ ہی کی ہوتی ہے۔ لیکن خود بلوغ کے معنی کیا ہیں؟ یہی نہ کہ ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگیا اور روح و جسم اور قلب ایک عظیم الشان ذمہ داری کے اُٹھانے کو تیار ہوگئے۔ نفس خوش نہ ہو کہ عمر بھر کیلئے خدمت کو ایک باندی ہاتھ آ گئی، یہ تخیل اور جہاں کہیں کا بھی ہو۔ اسلام کا تخیل یقیناً نہیں۔ وقت غفلت کے قہقہوں کا عیش و مسرت کی تالیوں کا نہیں، مقام قلب سلیم کے ڈرنے اور لرز جانے کا ہے کہ ایک عظیم الشان امانت سونپی جارہی ہے۔ اور ایک اپنے برابر کی انسانی ہستی کی خبرگیری کا بار سر پر آپڑنے کو ہے!

امتحان گاہ کو تو عیش کی مجلس نہ سمجھ

اب تک صرف کھانا تھا، اب کھلانا بھی ہوگا۔ جیسا خود کھایا ویسا ہی کھلانا ہوگا! اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ اب تک صرف پہننا تھا، اب پہنانا بھی ہوگا۔ جب اور جس وقت خود پہنا۔ اس وقت اور اس طرح پہنایا بھی وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَئْتَ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اعتراض و عیب جوئی سے نکتہ چینی سے دل شکنی سے زبان روکنی ہوگی۔ وَلَا تُقَبِّحْ۔ ارشاد یہ نہیں ہوا کہ جھوٹے عیب نہ نکالے جائیں۔ عیب سچے یا جھوٹے کسی طرح بھی نہ نکالے جائیں اور پھر نکتہ یہ ہے کہ کھلانا پہنانا جو کچھ بھی ہو، خیرات کی مد میں نہ ہو۔ بھک منگی کی جھولی میں ٹکڑا ڈال دینے کی حیثیت سے نہ ہو۔ بیوی کا حق اور اپنا فرض سمجھ کر ہو۔ اور ان معاملات کے برتنے کا طریقہ بہتر سے بہتر اور شائستہ سے شائستہ ہو۔ ہمارے اور آپ کے آقا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اصل الفاظ ہیں: ''اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ'' (ترمذی) جس نے یہ احکام دیئے ان آداب کی تعلیم دی اس نے ایک جامع اور مانع معیار انسان کے شرف وبزرگی کا بھی، انسان کے ہاتھ میں دیا ہے۔

امتحان گاہ کو تو عیش کی مجلس نہ سمجھ

''اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِه'' (ترمذی) مومنین میں کامل ترین ایمان میں وہ ہے جو خلق میں بہترین ہو اور اپنے اہل کے حق میں نرم ترین ہو۔

یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بجائے اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِه کے الفاظ آتے ہیں خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ تم میں سے بہتر وہ ہے جو بہتر ہو اپنی عورتوں کے حق میں۔

نیکی اور بزرگی کا معیار، یہ نہیں ارشاد ہوا کہ کون باہر والوں کے ساتھ کیسا ہے، پبلک پلیٹ فارم پر کس روپ میں آتا ہے، بلکہ یہ کہ اپنی رفیقِ خلوت کے حق میں، اپنی شریک حیات کے سابقہ میں کیسا ہے، اور حق یہ ہے کہ انسان کی اصلی سیرت کا اندرونی کیریکٹر کا، نفس کی گہرائیوں کی پیمائش کا اس سے بہتر پیمانہ کوئی اور نہیں ہو ہی سکتا۔

جس کے یہ احکام ہیں اس کا خود یہ عمل ہے کہ ایک شبِ مبارک میں بستر مبارک سے اُٹھ کر مرحومین کے حق میں دُعائے مغفرت کا خیال آتا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ آہستہ آہستہ سے اُٹھے، ردائے مبارک آہستہ سے اُٹھائی، حجرہ کا دروازہ آہستہ سے کھولا، ہر ہر جنبش میں آخر آہستگی کا اہتمام کیوں؟ اس لئے کہ پاس ہی آرام فرمانے والی ایک خاتون عائشہ صدیقہؓ کی راحت وآسائش کے باب میں بلا ضرورت خلل نہ پڑے! اللہ اکبر، جس آقا وسردار صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ اہتمام رفیقہ حیات کی راحت وآسائش کے باب میں تھا، آج اس کی اُمت میں مشرک قوموں کے اختلاط سے خیال یہ پھیل گیا ہے کہ بیوی بھی بھلا شوہر کی طرف سے کسی عزت وتکریم کے قابل ہوتی ہے، بیوی کی حیثیت تو ایک بن داموں کی کنیز کی ہوتی ہے، ایسے مذاہب بھی اسی دُنیا کے پردے پر یقیناً موجود ہیں، جنہوں نے عورت کے وجود کو ننگِ انسانیت اور بیوی کو ایک گندی ہستی قرار دیا ہے، لیکن شارع تو صاف اسے ایک نعمت قرار دے گیا ہے۔ ''خير متاعِ الدّنيا المرأة الصالحة'' دنیا میں بہترین جنس اچھی اور پاک بیوی ہے۔

جس نے یہ تعلیم دنیا کو دی، جس نے خود اپنی ازدواجی زندگی اس معیار پر گزاری حق تھا کہ وہ اپنے متعلق نفس الامر کا اور اپنی امت سے متعلق نصب العین کا اعلان ان کھلے لفظوں میں کردے۔ ''خیارکم خیارکم لنساءھم'' تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر ہو، اور میں۔ مجھے دیکھو اپنے اہل کے حق بہتر ہوں۔ (ترمذی)

باپ کا سن جب اتنا آجائے کہ اولاد جوان ہوکر شادی کے قابل ہو جائے تو یقین کرلینا چاہیے کہ اپنی جوانی جواب دے چکی اور وہ وقت جو دُور کبھی نہ تھا اب اور قریب آ گیا، امانت دوسروں کے سپرد کی جارہی ہے، جنھیں کل تک انگلی پکڑ کر چلانا سکھایا جارہا تھا، آج انہیں اپنی عمر بھر کی ذمہ داریوں میں برابر کی حیثیت سے شریک کیا جارہا ہے۔ مناسب وقت ہوگا کہ امانت کے نئے نئے شریکوں اور ذمہ داروں کو وصیت کے بھی کچھ کلمات سنادیئے جائیں۔ اور جس بیان کا سرنامہ بسم اللہ تھا اس کی تمت انا للّٰه پر ہو۔

اے اللہ! آج تیرے ایک ناتواں بندے اور ناتواں بندی پر تیرے ہی حکم وہدایت کے مطابق، تیرے ہی قانون کے ماتحت، تیری ہی مرضیات کے حصول کیلئے وہ بار رکھا جارہا ہے، جو آج سے قبل تیرے بے شمار نیک بندوں اور نیک بندیوں پر رکھا جاچکا ہے، اے اللہ ان سب کے طفیل میں ان دونوں کو بھی اس امتحان میں پورا اتار، آزمائش میں ثابت قدم رکھ۔ ان کے نفسوں کو ہر قسم کی آلائش سے، گندگی سے پاک کردے۔ ان کی دُنیا سدھار دے۔ ان کی آخرت سنوار دے۔ دونوں اپنی مرضی تیری مرضی میں گم کردیں، انہیں نقش قدم پر چلنا نصیب ہو۔ ابراہیم خلیل اور سارہ کے ابراہیم خلیل اور ہاجرہ کے محمد رسول اللہ اور خدیجہ کے محمد رسول اللہ اور عائشہ صدیقہ کے، انہیں اپنی پناہ میں رکھ۔ دورِ فسق کے ہر فتنہ سے، بادِ سموم کی ہر لپیٹ کو ان کے حق میں نسیم سحر کا جھونکا بنادے، آتش نمرود کے ہر شعلہ میں ان کیلئے گلزار خلیل کے پھول کھلادے! دونوں مل کر اپنے دین کی تکمیل کریں اپنے دین کی محبت ان کے دل میں جمادے، تیرے دِین کی خدمت میں جوانی گزار دیں، بڑھاپے کی منزلیں طے کریں۔ جب وہ وقت آئے کہ چہروں پر جھریاں پڑ چکیں خود اپنی اولاد اور اولاد در اولاد کی رخصتی اور جہیز کی فکروں میں لگے ہوں اور ایک کے سر کی ایک ایک الٹ اور دوسرے کے چہرے کا ایک ایک رویاں سن سفید ہوچکے ہوں اس وقت بھی ایک دوسرے کی محبت دلوں میں رچی ایک دوسرے کی رفاقت روح میں بسی ہو۔ اور اس سے بڑھ کر دونوں اپنے ایمان میں مستقیم اور تیرے دِین کی خدمت میں سرگرم رہیں۔ اے اللہ جب وہ وقت آئے کہ جب تیرے ہی رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دی ہوئی سچی خبروں کے مطابق کفر ونفاق کا غلبہ (خاکم بدہن) علانیہ اسلام پر ہونے لگے، جب صبح کا مومن شام کو کافر اور شام کا مومن صبح کو منافق نظر آنے لگے، جب تیری کتاب پر تیرے دِین پر تیرے آئین پر اعلانیہ مضحکے ہونے لگیں آوازے کسے جانے لگیں جب تیرے اسلام سے بغاوت عام ہوجائے جب محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فوج کا ایک ایک سپاہی غداری پر تل جائے اس وقت بھی لغزش ان کے قدموں کو نہ ہونے پائے! روما کا مشہور متمدن اور نفیس ترین شہر جب قہرِ الٰہی سے یک بیک تباہ ہوا ہے اور ہر شخص اپنی جان لے کر بھاگنے لگا تو ایک سنتری اپنی ڈیوٹی پر آخر وقت تک مستعد کمر بستہ کھڑا رہا اور موت آئی تو اسی ڈیوٹی .... کی حالت میں۔ یوکے کی آرٹ گیلری میں آج تک اس سنتری کا مجسمہ محفوظ ہے اور اس کے نیچے کتبہ لگا ہوا ہے۔ Faithful unto Death مرتے دم تک وفادار۔

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے.........

واعانت کی تمام صورتیں اس عنوان کے تحت آجاتی ہیں دوسرے ضرورت مندوں پر اپنی دولت خرچ کرنا، اپنے علم وفن اور قابلیت سے ان کی کوئی خدمت کرنا، خود تکلیف اٹھا کے ان کے کام کر دینا اور جس مدد کے وہ محتاج ہوں اپنے وسائل سے ان کی مدد کرنا، یہ سب شکلیں سخاوت ہی کی شاخیں ہیں سورۂ بقرہ کے پہلے ہی رکوع میں (جس کو قرآن مجید کا تمہیدی حصہ کہنا صحیح ہے) قرآنی ہدایت سے فائدہ اٹھا کر فلاح یاب ہونے والے گروہ کے جو بنیادی اوصاف ذکر کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ، ﴿و مما رزقنٰھم ینفقون﴾

اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس سے (ہماری راہ میں دوسرے بندوں پر بھی) خرچ کرتے ہیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ مال ودولت کے علاوہ جو خداداد طاقت، قابلیت اور محنت وغیرہ اللہ کے بندوں کی نفع رسانی کے لیے خرچ کی جائے، وہ سب بھی اس میں داخل ہے، پھر اسی سورہ بقرہ کے آخری حصہ میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے: ﴿یایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل أن یأتي یوم لا بیع فیه و لا خلة و لا شفاعة﴾ (سورۃ البقرۃ ع ۳۴)

اے ایمان والو! ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں دوسروں پر بھی) خرچ کرو، قبل اس کے کہ (قیامت کا) وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی، نہ کسی یار کی یاری، نہ کسی کی سفارش کام آئے گی۔

بقیہ : سردیوں میں احتیاطی تدابیر......

اہم کردار ادا کرتا ہے، سردیوں کے موسم میں وٹامن سی کے ساتھ شربت فولاد ایک دوسرے کی افادیت کو دوگنا کر دیتے ہیں، انسانی جسم میں زنک کی کمی کی وجہ سے جلد پر خشکی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں، اور نزلہ وزکام بھی زنک کی کمی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اسکے علاوہ انسانی جسم کی قوت مدافعت کا انحصار بھی زیادہ تر زنک پر ہی ہے۔ روس میں سائبریا کی شدید سردی میں ایک خاص بوٹی کا جوشاندہ جس کو ایلوتھروکوکس سن ٹی کوسس (Eleutherococcus Senticosus) کہتے ہیں، جس کو روسی جن سنگ کے نام سے منسوب کرتے ہیں، فیکٹری ورکروں کو پلایا جاتا ہے۔ جس سے وہ سردیوں کے موسم میں بھی بآسانی اپنا کام سرانجام دے سکتے ہیں اور فیکٹری ورکروں کی تعداد سردیوں میں کم نہیں ہوتی۔ ورنہ اس کے بغیر تقریباً ۸۰ فیصد لیبر سردیوں میں کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہو کر چھٹی لینے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ جن سن کے جوشاندے سرد ممالک میں چائے کے طور پر پئے جاتے ہیں۔ جس کو جن سنگ ٹی کی شکل میں بھی مارکیٹ میں پیش کیا جا چکا ہے۔

ہمارے ہاں استعمال ہونے والی چائے بھی اسی وجہ سے مقبول ہوئی کہ یہ وقتی طور پر انسان کے جسمانی نظاموں کو تیز کر دیتی ہے اور محرک کے طور پر کام کرتی ہے۔

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

دارالعلوم سواءالسبیل آپ کی خدمت.........؟

دارالعلوم سواءالسبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواءالسبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاوُن کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لاسکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دارالعلوم سواءالسبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے!

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب

تیری علیٰحدگی اور خدا سے غیر حاضر رہنے نے تجھ کو خدا کے ساتھ مغرور بنادیا اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے، ذلیل کیا جائے اور مسلط کردیئے جائیں، تجھ پر بلیات کے سانپ اور بچھو تو نے بلا کا مزہ نہیں چکھا پس ضرور ہوا کہ مغرور یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے اس پر اترائے مت کہ یہ سب عنقریب جاتا رہے گا اللہ عز وجل فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگ اترائے اس مال ودولت پر جوان کو دی گئی تھی تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا جو نعمتیں اللہ پاک کے پاس ہیں ان سے بہرہ یابی صبر ہی کی بدولت ہوسکتی ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے صبر کی جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے فقر اور صبر دونوں جمع نہیں ہوسکتے مگر مومن کے حق میں۔ جو بندے محبّ ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے اور جو جو نئی تکلیف ان کو ان کے رب کی طرف سے پہنچتی رہتی ہے وہ اس پر جمے رہتے ہیں اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنے اندر نہ دیکھتے میں گویا جال بنایا گیا ہوں جو پرندوں کا شکار کرتا ہے، رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھولدی جاتیں اور دن میں میرے پاؤں سے جال چھڑا لیا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور میرا پاؤں جال میں بندھا رہتا ہے (کہ کہیں جانہ سکوں اور نصیحت سے آزاد منشوں کو پابندِ شرع اور غلام حق بناتا رہوں) یہ تمہاری ہی مصلحت کیلئے ہے مگر تم پہچانتے نہیں اگر حق تعالیٰ کی موافقت (جو میرے ذمہ فرض ہے) نہ ہوتی تو کون عاقل ہے جو اس شہر میں بیٹھنا گوارا کرے اور اسکے باشندوں میں رہے کہ عام طور پر اس میں ریا ونفاق اور ظلم وشبہات وحرام کی کثرت ہے، حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری اور نعمتوں سے فسق وفجور پر اعانت حاصل کرنا بڑھا ہوا ہے، کثرت سے وہ لوگ ہیں جو گھر میں بیٹھیں تو درماندہ بیکار بنیں اور دُکانوں پر آئیں تو بڑے پرہیزگار بنیں۔ کھانے پینے میں زندیق اور منبر پر آویں تو گویا صدیق ہیں، اگر حکم کا پابند نہ ہوتا تو میں بتادیتا جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کو تعمیر کی ضرورت ہے اور میرے بہت کچھ (روحانی) بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں، (پس نصیحت وتبلیغ کی بنیاد پر اصلاح خلق کی تعمیر اور مریدوں کی تکمیل وتربیت کیلئے مجھ کو پردہ پوش بنایا گیا ہے کہ لوگ متوحش نہ ہوں اور پاس آکر منتفع ہوتے رہیں، جو میرے پاس ہے اگر اس میں سے کچھ بھی میں کھولدوں تو وہ میرے اور تمہارے درمیان مفارقت کا سبب بن جائے میں اس حالت میں جسکے اندر اسوقت ہوں انبیاء ومرسلین کی طاقت کا حاجتمند ہوں مجھ کو ضرورت ہے ان کے سے صبر کی جو آدم علیہ السّلام سے میرے زمانے تک گذر چکے ہیں، میں حاجتمند ہوں ربانی قوت کا، اے میرے اللہ لطف اور مدد کر اور رضا نصیب فرما آمین

تو دُنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اُڑانے کیلئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کرلی ہے، حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان نہ مقبول ہوگا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں ولغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکوکاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت ورسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟ جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو توحید کا) مدعی تو بن گیا اب کہا جائے گا کہ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کیلئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کے موافقت کے۔ اپنے مال سے جو کچھ ہوسکے فقیروں کی غم خواری کرو۔ اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سی ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو۔ عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت کرو، اور شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اسکا اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی، تجھ پر افسوس ہے جب کہ سائل اللہ عز وجل کا ہدیہ ہے (جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے) اور تو اس کو دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ہدیہ کو اسکے بھیجنے والے پر کس طرح رد کرتا ہے؟ میرے پاس بیٹھ کر تو سنتا اور روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا قلب سخت بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیرا رونا اور کان لگا کر سننا خالص اللہ کے واسطے نہ تھا میرے پاس بیٹھ کر سننا اولاً باطن سے ہونا چاہیے، پھر قلب سے اس کے بعد اعضاء کو نیکوکاریوں میں مشغول کرنے سے، جب تو میرے پاس آیا کرے تو ایسی حالت سے آیا کر کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور نسب اور حسب سے یکسو ہو کر اور مال اور اہل کو بھولا ہوا ہو، میر سامنے بیٹھ کر ماسوائے اللہ سے قلب کو برہنہ بنا، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنے قرب اور فضل واحسانات کا جامہ پہنائے۔ میر پاس آنے کے وقت جب تو ایسا کرے گا تو اس پرندا جیسا بن جائے گا جو صبح کو بھوکا اُٹھتا اور شام کو پیٹ بھر واپس آتا ہے (کہ توکل کے دسترخواں سے بلا کسب شکم سیر ہوتا ہے) حق تعالیٰ کے نور سے قلب کو منور بنا اور اسی لئے جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اے فاسق! ڈر مومن سے اور اپنے معاصی کی گندگی میں لتھڑا ہوا اسکے پاس مت آ کیونکہ وہ اللہ عز وجل کے نور سے اس حالت کو دیکھتا ہے جس میں تو ملوث ہے، وہ دیکھتا ہے تیرے شرک کو تیرے نفاق کو۔

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK,
T.P. BRANCH
KULGAM
Cell No's: 9419639044,
9596106546

www.khanqah.in

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 41 | 15 November 2013 | Friday

Printer,Publisher:Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 16-11-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت 17

اعداد وتقدیم: (مولانا) حذیفہ بن غلام محمد وستانوی، ناظم تعلیمات اکل کوا

گنہگاروں اور بدکاروں سے فرشتے پوچھتے ہیں۔ ان الذین توفهم الملئكة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم (النساء) جولوگ اپنی جان پر ظلم کررہے تھے، جب ان کی روحیں فرشتوں نے قبض کیں، تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے اور فرشتے کفار سے پوچھتے ہیں، ولوتری اذیتوفی الذین کفروا الملائکة یضربون وجوههم وادبارهم وذوقوا عذاب الحریق (الانفال) کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جبکہ فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں، ان کے منہ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں جلانے والا عذاب چکھو۔ قرآن کریم نے انسان کو فرشتوں کے بارے میں صحیح موقف اور نظریہ دیا ہے، اس کائنات میں فرشتوں کی حیثیت کیا ہے؟ مشرکین انہیں اللہ کی اولاد ٹھہراتے تھے، اور اللہ کے کاموں کا شریک سمجھتے تھے، انہیں سمجھایا گیا کہ نہیں فرشتے اللہ کے بیٹے نہیں بل کہ اس کے مطیع اور غلام ہیں۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عبادمکرمون لایسبقونه بالقول وهم بامره یعملون (الانبیاء)

کافروں نے کہا کہ رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اس کی ذات پاک ہے وہ (فرشتے) اس کے معزز بندے ہیں، اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کرتے، فرشتے صرف اللہ تعالی کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں، اللہ تعالی کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے، یہ انہیں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ تو اللہ کے احکام کے اتنے پابند ہیں کہ ایک قدم اپنے مقام سے آگے بڑھ کر کوئی بات کرنے کی جرأت نہیں، وہ اس کے حکم کے تابع اور غلام ہیں۔

فرشتے اللہ تعالی کا پیغام انبیاء تک بلاکم وکاست پہنچاتے ہیں، حکم الٰہی میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتے ہر قسم کے خلط ملط سے بچا کر من وعن وہ پیغام پہنچاتے ہیں، کوئی شیطانی قوت ذرہ برابر خلل اندازی کی جرأت نہیں رکھتی۔ فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة بایدی سفرة کرام بررة (عبس) وہ ایسے معزز، بلند پایہ اور پاکیزہ صحیفوں میں درج ہے، جو بڑے بڑے معزز اور نیک لکھنے والوں کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں۔

فرشتے اہل جنت کا استقبال کریں گے: وسیق الذین اتقوا ربهم الی الجنة زمرا حتی اذاجاء وها وفتحت ابوابها وقال لهم خزنتها سلام علیکم طبتم فادخلوها خالدین (الزمر) اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے تھے، انہیں گروہ درگروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے، اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے، تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے سلام ہو تم پر، بہت اچھے رہے، اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

اللہ کے فرشتوں پر ایمان اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، جو فرشتوں کے وجود کا انکار کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے: اٰمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون، کل اٰمن بالله وملئکته وکتبه ورسله (البقرہ) رسول اس بات پر ایمان لایا، جو اس کے رب کی طرف سے اس پر اتاری گئی، اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں، انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں۔

ٹی وی دیکھنا اور دکھانا: ٹی وی (T.V) اور ویڈیو فلم (Vedeo film) کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے، وہ اگرچہ غیر مرئی (دکھائی نہ دینے والی) ہوتی ہیں، لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہوتی ہیں، اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاتا ہے، اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے پرانے فن کے بجائے سائنسی ترقی میں تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے، جب شارع نے تصویر حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کے لیے خواہ کیسا بھی طریقہ اپنایا جائے تصویر بہرحال حرام ہی رہے گی، بلکہ ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں اور برائیاں نہیں تھیں جو ٹی وی اور ویڈیو فلم نے پیدا کردی ہیں۔

ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعے ہر گھر سنیما گھر بن گئے ہیں، اور یہ بات معقول بھی نہیں کہ شارع ہاتھ کی تصویروں کو حرام قرار دے، اس کے بنانے والے کو ملعون اور قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا ہونے والا بتائے، اور فواحش وبے حیائی کے اس طوفان کو جسے ہم عرف میں ٹی وی کہتے ہیں حلال اور جائز قرار دے۔ رہے اس کے کچھ فوائد تو وہ بھی شراب وجوئے کے فوائد کی طرح قابلِ قبول نہیں ہیں اس لیے گھر میں ٹی وی رکھنا، دیکھنا اور دکھانا سب شرعاً ممنوع وناجائز ہے۔

نوٹ: کسی عالمِ دین یا مقتداء کا ٹی وی پر آنا اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا، کیوں کہ جواز وعدم کی دلیل کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ، اجماعِ امت اور قیاس ہے، نہ کہ کسی کا عمل۔ (المسائل المهمة: ۲/۲۶۲)

دوستی یا دشمنی کا معیار شریعت کی روشنی میں: اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صلاحیت بخشی کہ انسانوں کے ساتھ سچے رشتے قائم کرے اور وہ رشتے جو خون کے نہیں ہوتے ان میں دوستی کا رشتہ سب سے پاکیزہ، مضبوط اور خوبصورت ہوتا ہے۔ اچھے لوگوں کی دوستی نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی مفید ہوتی ہے اور بروں کی دوستی نہ صرف دنیا میں مضر بلکہ آخرت میں بھی باعثِ حسرت وندامت ہوگی، آدمی قدرتی طور پر اپنے ہم نشین کی عادت واخلاق کو اور اعمال سے متاثر ہوتا ہے، اسلئے اللہ رب العزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے دوستوں کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (المسائل المهمة: ۲/۲۷۴)

۱۸......حتی الامکان انہی کے پاس بیٹھنے کی کوشش کیجیۓ جن کو آپ کچھ دینی فائدہ پہنچا سکیں یا جن سے دین کا کچھ نفع حاصل کرسکیں اور غفلت والوں سے علیحدہ رہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک بخش ہم نشین بہتر ہے۔

۱۹......مسلمان بھائی اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کیجیۓ اور انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جایئے اور اس کے بعد بھی کبھی کبھی قبرستان میں ان کی قبر پر جاتے رہیں اور ان کے لیے ایصال ثواب اور استغفار وطلب رحمت کرتے رہیئے۔

۲۰......اگر کسی مسلمان بھائی کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہے اور اگر وہ تم سے کسی بات میں مشورہ کریں تو نیک صلاح دیا کیجیۓ۔

المختصر! جو اہتمام آپ اپنے نفس کو نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا کرسکتے ہیں وہی عام مسلمانوں کے لیے ملحوظ رکھیۓ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام حقوق کا لحاظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (تلخیص وترمیم تبلیغ دین از امام غزالی رحمہ اللہ)

بھائی مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھ کر ادا کرنا: فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایمان والے (سب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہیں (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے (یعنی جس سے دوسرے کی تحقیر ہو، آگے فرماتے ہیں) اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو! اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ (الحجرات: آیت:۱۱)

آگے فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو، کیوں کہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو، اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔ (الحجرات: آیت:۱۲)

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو (بلاوجہ) برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے، اور اس سے (بلاوجہ) لڑنا (قریب) کفر کے ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص (لوگوں کے عیوب پر نظر کر کے اور اپنے کو عیوب سے بَری سمجھ کر بہ طور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہوگئے، تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے، (کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے) (مسلم)

(۳) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ چغل خور (قانوناً بدون سزا) جنت میں نہ جاوے گا۔ (بخاری ومسلم)

اور سورہ مائدہ کی اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ کسی دشمن کی دشمنی کی وجہ سے بھی اس کے ساتھ بے انصافی نہ کی جائے، بل کہ اس کی دشمنی اور بدخواہی کے باوجود معاملات میں اس کے ساتھ پورا انصاف کیا جائے، اور کسی معاملہ میں اگر وہ برابر ہو، تو اس کی حمایت کی جائے، اور اس کے حق میں فیصلہ دیا جائے یہ ہے قرآن مجید کی دعوت وتعلیم عدل وانصاف کے باب میں۔

کاش! اگر مسلمانوں میں یہی ایک بات موجود ہوتی تو اس میں شبہ کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کا انتظام آج بھی انہی کے ہاتھوں میں دیتا، اور مصیبت زدہ دنیا انہی کو سربراہی کے لیے منتخب کرتی۔

جن اخلاقی نیکیوں پر قرآن مجید میں خاص طور سے زور دیا گیا ہے، ان میں سے ایک سخاوت بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو جو دولت وقوت اور جو نعمت اس دنیا میں دی ہے، وہ اس سے صرف خود ہی فائدہ نہ اٹھائے، بل کہ اللہ کے دوسرے بندوں پر بھی اس کو خرچ کرے اور اس سے ان کو فائدہ پہنچائے اس کا دائرہ ظاہر ہے کہ بہت وسیع ہے، اور بندگانِ خدا کی خدمت// بقیہ صفحہ 7 پر......//